غیر مسلم ممالک میں مسلمان کس طرح رہیں؟

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ

بیت العلوم
ہیڈ آفس: ۲۰۔ نابھہ روڈ چوک پرانی انار کلی۔ لاہور فون: 37352483
برانچ: A-32 غزنی سٹریٹ 38 اردو بازار لاہور فون: 37313884

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب

غیر مسلم ممالک میں مسلمان کس طرح رہیں؟

خطاب

مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہ

ضبط وترتیب

مولانا اعجاز احمد صمدانی

(فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی)

مقام

دارالہدیٰ، اسپرنگ فیلڈ، واشنگٹن۔امریکہ

تاریخ

۳۰ ستمبر ۲۰۰۳ء

باہتمام

مولانا محمد ناظم اشرف

ناشر

بیت العلوم

ہیڈ آفس: ۲۰۔ نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی۔ لاہور فون: 042-37352483

برانچ: دکان نمبر ۱۴، اقبال مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۳۰ اردو بازار لاہور فون: 042-37313884

www.baitululoom.com

غیر مسلم ممالک میں مسلمان کس طرح رہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

﴿غیر مسلم ممالک میں مسلمان کس طرح رہیں؟﴾

خطبہ مسنونہ:

الحمد للّٰہ، الحمد للہ نحمدہٗ و نستعینہٗ و نستغفرہٗ و نؤمِنُ بہٖ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہِ مِن شرورِ أنفسنا ومِن سیئاتِ أعمالنا مَن یھدہِ اللّٰہ فلا مُضِلَّ لہٗ وَمَنْ یُّضللہُ فلا ھَادِیَ لہٗ ونشھد أن لآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و نشھد أنّ سیدنا و سَندنا و نبینا و مولانَا محمداً عبدہٗ ورسولہٗ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ و علٰی آلہٖ و اصحابہ اجمعین و سلّم تسلیماً کثیراً کثیراً.

ما بعد!

﴿فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ○﴾

حضرت عارفی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اہم ارشاد:

بزرگانِ محترم، برادرانِ عزیز اور محترم خواتین، میری ماؤں، بہنوں اور بیٹیو!

ہمارے بزرگوں نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ فرمائشی تقریریں نہ کی جائیں اور رسمی تقریروں سے بھی اجتناب کیا جائے، میرے مرشد، عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیؒ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ بار بار مجھے یہی تاکید فرماتے تھے کہ فرمائشی تقریریں اور رسمی وعظ نہ کرنا، جہاں درد ہو وہاں دوا رکھنا اور جہاں زخم ہو وہاں مرہم لگانا۔

میرے مرشدؒ کے اس ارشاد نے مجھ پر یہ ذمہ داری عائد کر

دی ہے کہ جب کہیں میرا خطاب ہو تو خطاب سے پہلے اپنی بساط کی حد تک یہ سمجھنے کی کوشش کروں کہ اس اجتماع میں کس بات کی زیادہ ضرورت ہے؟

تقریر کا موضوع:

اپنی فکر اور سوچ کی حد تک جو بات آپ حضرات کے سامنے بیان کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اس کے مطابق میں نے قرآن کریم کی آیت تلاوت کی ہے، یہ سورۂ تحریم کی آیت ہے، اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا﴾

"اے ایمان والو! بچاؤ تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے یعنی جہنم کی آگ سے"

اس آیت میں ایمان والوں سے خطاب ہے، مسلمانوں سے خطاب ہے، مجھ سے اور آپ سے خطاب ہے کہ جہنم کی آگ سے تم اپنے آپ کو بھی بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی بچاؤ۔

جہنم کی آگ:

آگے اس آگ کی تفصیل ہے کہ وہ آگ کیسی ہے؟ ظاہر ہے دنیا کی آگ جیسی تو ہے نہیں بلکہ وہ بہت ہی خوفناک آگ ہے جس کی کچھ تفصیل یہ ارشاد فرمائی کہ:

﴿وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ﴾

اس آگ کا ایندھن پٹرول، لکڑی اور کوئلہ وغیرہ نہیں بلکہ

''اس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔''

جہنم کی آگ ایسی خطرناک ہے کہ دنیا میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کی آگ سے پناہ میں رکھے۔

جہنم کی آگ پر مقرر فرشتے:

آگے اس پر مقرر پہریداروں کا بیان ہے۔

﴿عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ﴾

''کہ اس آگ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو سخت ہیں اور سخت مزاج ہیں کہ مجرموں پر ان کو رحم نہیں آتا۔''

﴿لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ﴾

''وہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی اور نافرمانی نہیں کرتے۔''

یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ ان کی خوشامد کر کے، ان تک سفارش پہنچا کر یا ان کو کوئی رشوت وغیرہ دے کر ان سے چھوٹ جائیں۔

﴿وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ﴾

''جس کام کا انہیں حکم دیا جاتا ہے اس کو کر کے چھوڑتے ہیں۔''

یعنی انسانوں کو جہنم میں ڈالنے کا یا جہنم میں پڑے رہنے دینے کا ان کو جو بھی حکم دیا جاتا ہے وہ اس کے خلاف نہیں کرتے، اگر اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کے لیے جہنم کا فیصلہ کرلیا ہے تو وہ ان سے چھوٹ نہیں سکتا۔

دنیا میں بے مثال زندگی گزارنے والا آدمی:

ایک روایت میں آتا ہے کہ میدانِ حساب میں اعلان ہوگا کہ جس شخص نے دنیا میں سب سے زیادہ راحت و آرام اور سب

سے زیادہ خوشیوں کی زندگی گزاری ہو اس کو پیش کیا جائے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے انسانوں میں سے جس شخص نے سب سے زیادہ آرام و راحت اور خوشیوں کی زندگی گزاری ہوگی اس کو پیش کیا جائے گا، اندازہ کیجیے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے انسان کھربوں کی تعداد میں ہیں تو اس شخص نے کتنے آرام و راحت کی زندگی گزاری ہوگی، پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ جاؤ اس کو جہنم کی فضا میں ایک ڈوبا دے کر لاؤ، وہاں چھوڑو نہیں، اس میں ڈالو بھی نہیں، صرف جھنم میں ایک ڈوبا دے کر اسی سیکنڈ میں نکال لاؤ، چنانچہ ملائکہ ایسے ہی کریں گے پھر اللہ تعالی اس شخص سے پوچھیں گے تم نے دنیا میں کیسی زندگی گزاری تھی؟ وہ کہے گا کہ یا اللہ دنیا کی زندگی تو مجھے کچھ بھی یاد نہیں رہی میں تو ایک ایسی خوفناک فضا سے ہو کر آ رہا ہوں کہ اس کے بعد اب مجھے کوئی خوشی یاد نہیں، اس فضا سے ایسا زہر میرے رگ و پے میں سما گیا ہے کہ اب میں کسی خوشی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

یہاں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اس آیت میں خطاب مجھ

سے اور آپ سے یعنی سب مسلمانوں سے ہے کہ اے ایمان والو! جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بچاؤ، یہ حکم تو ہر جگہ آیا ہے کہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، لیکن یہاں فرمایا گیا کہ اپنے آپ کو بچانا بھی تمہاری ذمہ داری ہے اور اپنے بال بچوں کو بچانا بھی تمہاری ذمہ داری ہے یہ بھی تمہارا ایک فریضہ ہے، خود اگر تم نے اپنا ایمان برقرار رکھا، نمازوں کی پابندی بھی کر لی، روزے بھی رکھ لیے، حج اگر فرض تھا تو وہ بھی ادا کر لیا، زکوٰۃ اگر فرض ہوئی تو وہ بھی ادا کر دی اور جو واجبات ہیں سب ادا کرتے رہے، گناہوں سے بھی بچتے رہے لیکن اگر اپنے بیوی بچوں کے ایمان اور دین کی حفاظت کی تم نے کوئی کوشش نہیں کی یا جتنی کوشش کر سکتے تھے اتنی کوشش نہیں کی، ان کے دین و ایمان کو بچانے کے لیے اپنی قدرت کو استعمال نہیں کیا یا جتنا استعمال کر سکتے تھے اتنا استعمال نہیں کیا تو تمہارا فریضہ ادا نہیں ہوگا۔

جس طرح دنیا میں ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اگر ہمارا بچہ چولہے کی طرف جا رہا ہو تو اس کو چولہے کی طرف جانے سے روکیں، کوئی مضرِ صحت چیز کھانا چاہ رہا ہو تو اس کو وہ کھانے نہ دیں، جو کچھ اس کی جان کی حفاظت ہم کر سکتے ہیں ہمیں کرنی ہے اسی طرح جو لوگ

گھر میں ہمارے زیر کفالت یا زیر سرپرستی ہیں ان کو جہنم کی آگ سے بچانے کی اتنی تدبیریں اختیار کرنا جو ہمارے لیے ممکن ہیں ہماری ذمہ داری اور ہمارا فریضہ ہے، یہ قرآن کریم کا ایک بہت اہم حکم ہے۔

مغربی دنیا کی صورتحال:

خاص طور سے ہمارے وہ بہن بھائی جو اس مغربی دنیا میں آ کر آباد ہوئے ہیں خواہ یورپ میں ہوں یا امریکہ میں یا کسی اور غیر مسلم ملک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، ان کے لیے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے جس کی طرف قرآنِ کریم نے توجہ دلائی ہے۔

مغرب کی صورتحال یہ ہے کہ یہاں تیس سال پہلے حالات کچھ اور تھے اب الحمدللہ حالات میں بڑی تیزی سے تبدیلی آ رہی ہے، پہلے یہاں (مغربی ممالک میں) جو مسلمان لڑکے تعلیم حاصل کرنے کے لیے، یا افسران ٹریننگ حاصل کرنے کے لیے آتے تھے تو وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہوئے بھی شرماتے تھے چنانچہ وہ یہیں کے لوگوں کے رنگ میں رنگ جاتے تھے، لیکن اب وہ فضا نہیں ہے، مسلمان یہاں دوسری قوموں سے اپنے آپ کو منوا رہے ہیں،

اپنا تشخص تسلیم کروا رہے ہیں، الحمدللہ! آج یہاں تاجر بھی اپنے ہاں یہ بورڈ لگانے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ہمارے ہاں کھانا حلال ہے، گوشت حلال ہے اور اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کیا ہوا ہے، بڑی بڑی کمپنیاں اپنی پیداوار کے پیکٹوں پر یہ لکھنے پر مجبور ہو گئی ہیں کہ اس کے اندر حیوانی اجزاء نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔

الحمدللہ! یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ مسلمانوں نے اپنا وجود تسلیم کروالیا ہے، مسلمان مسجدیں بھی بنوا رہے ہیں، مدرسے بھی بنا رہے ہیں، قرآنی مکاتب بھی کھول رہے ہیں، انگلینڈ کے مسلمانوں نے تو بہت کام کیا ہے یہاں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے، یہاں حالات امید افزا تو ضرور ہیں مگر خطرناک بھی ہیں۔

مغرب میں ہماری نئی نسل کے مسائل:

مغرب میں ہماری جو نسلیں پل کر جوان ہو رہی ہیں وہ ایک بہت بڑا مسئلہ لے کر جوان ہو رہی ہیں جو یہاں کے حضرات کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے، قرآن کریم کی اس آیت نے اس چیلنج کی طرف توجہ دلائی ہے، کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ کفرستان ہے یہاں فسق وفجور کا دور دورہ ہے، یہاں نظروں کو، کانوں کو، ہاتھوں کو، پاؤں کو اور

دل و دماغ کو گناہوں سے بچانا آسان نہیں، حتیٰ کہ یہاں ایمان کو بچانا بھی آسان نہیں، یہاں آپ بہت مشکل دور سے گزر رہے ہیں اور یہاں آ کر آپ حضرات نے اپنی بیوی بچوں کو بہت خطرے میں ڈال دیا ہے۔

ہمارے بہت سے قریبی رشتہ دار بھی یہاں آئے ہیں، ہمارے بہت خاص دوست بھی یہاں آئے ہیں جب وہ یہاں آئے تو ان کے سامنے بہت دور تک کا کوئی مسئلہ نہیں تھا بلکہ معمولی مسئلہ تھا کہ کوئی اچھی جاب مل جائے، رہنے کی کوئی معقول جگہ ہو جائے، اس کے بعد پھر شادی کرنی ہے اور پھر بچے ہو جائیں گے، یہاں تک تو کوئی بڑا مسئلہ نہیں تھا لیکن جب بچے بڑے ہونے شروع ہوئے تو مسائل سامنے آنے لگ گئے، ان کے رشتوں اور شادیوں کے مسائل بھی ہیں اور مستقبل میں ان کے دین وایمان کی حفاظت کے مسائل بھی ہیں۔

جہاں دین پر عمل ممکن نہ ہو وہاں رہنا جائز نہیں:

یہاں رہ کر اگر ہم اپنے دین کی حفاظت نہیں کر سکتے، اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کر سکتے، فرض کر لیجئے اگر یہاں رہ کر دین پر عمل

کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں ہے تو پھر شریعت ہمیں ایسی جگہ رہنے کی اجازت نہیں دیتی، بلکہ ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ اللہ کی زمین بہت وسیع ہے کسی ایسی زمین اور ملک کی طرف ہجرت کر جاؤ جہاں تم اسلام پر عمل کرسکو، دین پر عمل کرسکو۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ:

تاجدارِ دو عالم، سرورِ کونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہمارے سامنے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ پیسہ کمانے کے لیے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی، روپیہ، پیسہ تو کیا؟ مکہ معظّمہ میں رہتے ہوئے تو آپ کو حکومت کی پیشکش ہو رہی تھی کہ ہم آپ کو پورے عرب کا بادشاہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں بشرطیکہ آپ ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں، آپ نے اس پیشکش کو تسلیم نہیں کیا اور اس کے بدلے اپنے آبائی وطن کو چھوڑنا گوارا کرلیا، آبائی وطن بھی کون سا؟ جہاں بیت اللہ شریف تھا یعنی مکہ مکرمہ۔

چنانچہ مکہ مکرمہ میں دین پر عمل ممکن نہ ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور صحابہ کرامؓ پر فرض ہوگیا کہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آجائیں بلکہ تمام اہل مکہ پر فرض عین کردیا گیا کہ سب

کے سب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچ جائیں کیونکہ اب مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے دین پر عمل کرنا ممکن نہیں رہا۔

اسی طرح اگر ہم یہاں رہتے ہوئے دین پر عمل نہیں کر سکتے تو ہمارے لیے یہاں رہنا جائز نہیں بلکہ ہمیں یہاں سے جانا پڑے گا، اور اگر ہم خود تو دین پر عمل کر سکتے ہیں لیکن اپنے بیوی بچوں کا ایمان نہیں بچا سکتے، ان کا دین نہیں بچا سکتے تب بھی ہم پر لازم اور فرض ہے کہ ان بچوں کا مستقبل بچالیں، ان کا ایمان بچالیں اور ان کو لے کر واپس چلے جائیں جہاں یہ اپنے ایمان اور دین کی حفاظت کر سکیں، میں جذبات میں یہ بات نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ بہت سوچ سمجھ کر عرض کر رہا ہوں اور شریعت کا مسئلہ عرض کر رہا ہوں، فقہاء کرام نے قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت کر رکھی ہے۔

عیسائیوں کا نقشہ:

الحمدللہ! آپ حضرات نے اپنی خون پسینے کی کمائی سے یہ مسجدیں بنائی ہیں، مدرسے بھی بنا رہے ہیں لیکن اپنی نسلوں کے اندر اگر ایمان چھوڑ کر نہ جا سکے، اپنی نسلوں کے ایمان کی حفاظت نہ کر سکے

تو کہیں ایسا نہ ہو کہ جو کام عیسائیوں کی موجودہ نسلوں نے کیا اور کر رہی ہیں وہی کام خدانخواستہ ہماری تیسری چوتھی نسل کرنے لگے کہ آپ کی اور ہماری بنائی ہوئی مسجدوں کو فروخت کر کے کھا جائے، عیسائیوں کا نقشہ آپ حضرات کے سامنے ہے کہ ان کی موجودہ نسلیں اپنے چرچ فروخت کر رہی ہیں اور مسلمان وہ چرچ خرید کر ان کو مساجد و مدارس میں تبدیل کر رہے ہیں، یہ آپ کے امریکہ میں بھی ہو رہا ہے اور یورپ میں بھی ہو رہا ہے، اگر ہم نے بھی اپنی نسلوں کے ایمان اور دین کی حفاظت نہ کی تو یقین کیجیے کہ یہ کام ہوگا، ہماری نسلیں یہ مسجدیں بیچ ڈالیں گی۔

اس واسطے یہ معمولی مسئلہ نہیں ہے بلکہ بہت سوچنے اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے اگر آپ اپنی نسلوں کے ایمان کی حفاظت کی کوشش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ یہاں آپ کے قیام کو مبارک کرے، دین اور دنیا کی ترقیوں سے آپ کو اور آپ کی نسلوں کو خوب خوب نوازے اور اگر آپ کو یقین یا ظن غالب ہے کہ آپ یہاں اپنی نسلوں کے دین اور ایمان کی حفاظت نہیں کر سکیں گے تو آپ کے لیے یہاں رہنا جائز نہیں، اگر یہاں ان نسلوں کو ایسے ہی چھوڑ کر اس دنیا سے چلے گئے تو اللہ کے ہاں آپ سے سوال ہوگا کہ بیوی بچوں

کے دین و ایمان کو کس کے سپرد کر کے آئے ہو؟ میں بہت ہی خیر خواہی سے ڈرے ہوئے دل کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اس پر غور فرمائیں۔

امریکہ کے مسلمانوں کی ضرورت:

میں یہاں (امریکہ) کے حالات کا جتنا جائزہ لیتا ہوں اور پچھلے سات آٹھ سال سے تقریباً ہر سال یہاں مختلف علاقوں اور شہروں میں آنا ہو رہا ہے، میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہاں لمبی چوڑی تقریروں کی ضرورت کم ہے، یہاں اصل میں سوالات کی کثرت ہے سوالات کے جوابات دینے والے علماء نہیں ہیں، اس وجہ سے میں آج کی اپنی تقریر لمبی کرنا نہیں چاہتا بلکہ ایک اہم بات کی طرف توجہ دلا کر اس کا جو کچھ حل اپنے دوست احباب سے مشورہ کرنے کے بعد میں نے سوچا اور مناسب سمجھا ہے وہ آپ کے سامنے عرض کروں گا کہ اس اہم مسئلے کا حل کیا ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ سوالات و جوابات کا سلسلہ ہم دیر تک جاری رکھیں گے۔

مسئلہ کا حل:

اتنی بات عرض کر دوں کہ اس مسئلے کا حل آسان نہیں ہے،

مشکل ہے مگر حل موجود ہے، مشکلات سے گزرے بغیر بڑے بڑے کارنامے انجام نہیں دیئے جاسکتے، موجودہ دور جو قومیں دنیا کی ترقی کی معراج پر پہنچی ہیں وہ بھی آسانی سے نہیں پہنچیں بلکہ انہوں نے بڑے مجاہدے اور ریاضتیں کی ہیں، قربانیاں دی ہیں، کئی نسلوں نے اپنی اپنی محنتیں لگائی ہیں تب کہیں جا کر ان کو دنیا کی ترقی نصیب ہوئی ہے، تو دین کے معاملے میں بھی کچھ مشکلات سے گزرے بغیر چارۂ کار اور نجات نہیں ہے، میں انشاء اللہ اس مسئلے کے حل پر مشتمل چند باتیں عرض کروں گا اور پھر سوال وجواب کا سلسلہ ہوگا۔

دین وایمان کی حفاظت کے سات نکات

یہاں (غیر مسلم ممالک میں) دین اور ایمان کی حفاظت کیسے کی جائے؟ اس سلسلے میں، میں نے سات نکات کافی غور وفکر اور یہاں کے تجربہ کار حضرات سے تبادلہ خیال کے بعد متعین کیے ہیں۔ اور وہ میں تقریباً اپنے ہر سفر امریکہ میں اپنے بہن بھائیوں اور احباب سے عرض کرتا ہوں، آپ کی خدمت میں بھی اس امید سے عرض کر رہا ہوں کہ اس کو اپنے ایک مخلص بھائی کا مشورہ سمجھ کر توجہ سے اس پر غور فرمائیں گے۔

(۱) نئی نسل کی تعلیم کا مسئلہ

پہلا مسئلہ یہاں آپ کی اور ہماری نسلوں کی تعلیم کا مسئلہ ہے، اپنے بچوں اور بچیوں کو ہمیں جاہل نہیں چھوڑنا، ناگزیر ہے کہ ہم ان کو تعلیم دلوائیں علم کی جو فضیلت اور اہمیت اسلام میں آئی ہے وہ آپ کو اجمالی طور پر معلوم ہی ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ﴾

''ہر مسلمان پر علم حاصل کرنے کیلئے کوشش کرنا فرض ہے۔''

ہر مسلمان یعنی مرد و عورت سب پر ایک حد تک علم حاصل کرنا فرض ہے، بچوں کو جاہل چھوڑنا نہ کوئی نیکی کا کام ہے اور نہ ہی اس میں اولاد کے ساتھ خیر خواہی ہے، تعلیم تو دینی ہے لیکن سرکاری سکولوں اور سیکولر سکولوں میں ہماری بچیاں اور بچے جائیں گے اور جا رہے ہیں، ان کے دین اور ایمان کا وہاں کیا حشر ہو رہا ہے آپ حضرات مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، واقعات آپ کے علم میں ہوں گے کہ ہماری بعض بیٹیوں نے سکھ سے شادی کر لی، عیسائیوں سے شادی کر لی، یہودیوں سے شادی کر لی، ہندوؤں سے شادی کر لی اور

کہیں یہ بھی ہے کہ شادی کے بغیر ہی میاں بیوی کی طرح رہ رہے ہیں، یہ سب کچھ ہو رہا ہے جس میں بنیادی کردار یہ سکول ادا کر رہے ہیں بیشتر دوستیاں سکولوں میں ہوتی ہیں، یونیورسٹیوں اور کالجوں میں ہوتی ہیں، وہیں سے ''لومیرج'' ہوتی ہے اور زیادہ تر وہیں سے سارے قصے نکلتے ہیں۔

مسلم اسکولوں کا قیام:

مسئلہ ہے مشکل کہ بچوں کو تعلیم سے محروم بھی نہیں رکھا جا سکتا اور تعلیمی اداروں میں بھیجیں تو ان کے دین وایمان کا یہ حشر ہوتا ہے جو ہو رہا ہے، اس واسطے میں اپنے بہن بھائیوں سے عرض کرتا ہوں، انگلینڈ میں بھی عرض کرتا رہا ہوں کہ سوائے اس کے کوئی چارۂ کار نہیں ہے کہ مسلم سکول قائم کیے جائیں، جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں ہر ہر بستی میں مسلم سکول قائم کئے جائیں اور وہ سکول بھی مُسلّم معیار کے ہوں، سرکاری سطح پر جو معیار مقرر ہے یا دوسری قوموں کے جو سکول قائم ہیں اسی معیار کے مُسلّم سکول ہونے چاہیں۔

میری معلومات کی حد تک یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہودی اپنے سکول الگ قائم کرتے ہیں اور بہت شاندار سکول قائم

کرتے ہیں، اگر یہودی اپنے دین کی حفاظت کے لئے، اپنے مذہب کی حفاظت کیلئے، اپنی نسلوں کا مذہب بچانے کے لئے اپنے سکول الگ قائم کر سکتے ہیں تو کیا حضور ﷺ کی یہ امت نہیں کر سکتی؟ بلاشبہ کر سکتی ہے، الحمد للہ! یہاں کا مسلمان روپے پیسے کے اعتبار سے اتنا گیا گذرا بھی نہیں کہ اس کے لئے خرچ نہ کر سکے، بات صرف ہمت اور عزم کی ہے، جس دن آپ یہ عزم اور ارادہ کر لیں گے کہ ہمیں مسلم سکول قائم کرنا ہے اس دن راستے کی ساری مشکلات ہٹ جائیں گی اور جب تک ارادہ نہیں ہوگا تو راستے میں مشکلات ہی مشکلات نظر آئیں گی۔

لوگ اس معاملے میں طرح طرح کی مشکلات ذکر کیا کرتے ہیں، سب سے بڑا مسئلہ فنڈ کا ہوتا ہے کہ اگر ہم فیس زیادہ رکھتے ہیں تو لوگ فیس دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور اگر فیس کم رکھتے ہیں تو خرچہ پورا نہیں ہوتا، میں یہ کہا کرتا ہوں کہ جس دن آپ یہ عزم کر لیں گے کہ ہمیں یہ کام کرنا ہے تو سب مسائل حل ہو جائیں گے، جب آپ کے اوپر کوئی بڑا خرچہ آتا ہے تو کہیں نہ کہیں سے آپ اس کا انتظام کرتے ہیں یا نہیں کرتے؟ خدانخواستہ اگر کوئی ایکسیڈنٹ

ہو گیا ہو اور علاج کرنا پڑ جائے، مریض کو ہسپتال بھیج دیا جائے اور وہاں آپریشن کرانا پڑ گیا تو ہزاروں لاکھوں ڈالر وہاں خرچ کرتے ہیں یا نہیں کرتے؟ جب جان بچانے کے لئے ہزاروں لاکھوں ڈالر ہمیں خرچ کرنے پڑ جائیں تو ہم خرچ کرتے ہیں تو دین اور ایمان بچانے کے لئے کیوں نہ خرچ کریں، ساری بات عزم اور ارادے کی ہے جس دن آپ عزم اور ارادہ کرلیں گے انشاء اللہ اسی دن مسلم اسکول کے لئے فنڈ کا مسئلہ آسان ہو جائے گا۔

الحمدللہ! میری معلومات کی حد تک یہاں اسپرنگ فیلڈ میں بھی ایک مسلم اسکول قائم ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے محترم جناب عبدالحمید صاحب کو کہ وہ اور ان کے رفقاء یہ اسکول چلا رہے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ان اسکولوں کا تعلیمی اور تربیتی معیار اور بڑھایا جائے تاکہ ہمارے جو بچے ان اسکولوں میں تعلیم حاصل کریں وہ احساس کمتری کا شکار نہ ہوں نیز دوسرے اسکولوں کے مقابلے میں ان کا ظاہری معیار بھی اچھا ہو کہ کھیل کود کا مناسب انتظام ہو، باغیچہ ہو اور بچوں کے کھیلنے کے لیے جھولے وغیرہ ہوں، دوسری قوموں کے اسکولوں اور سرکاری اسکولوں میں بچوں کے لیے جو سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں وہ سہولتیں ہمارے ان اسکولوں میں بھی فراہم کی جائیں، بلاشبہ

اس میں خرچہ بہت ہے، مسائل اور مشکلات بھی ہیں لیکن کوشش کرنے سے سب کچھ آسان ہوسکتا ہے۔

دینی مدرسہ اور دارالعلوم کا قیام:

جہاں تک بڑے دینی مدرسے کا معاملہ ہے کہ کوئی دارالعلوم قائم ہو، جس میں دین کی اعلیٰ تعلیم دی جائے، عقائد، تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصول فقہ اور عربی زبان وغیرہ اسلامی علوم وفنون پڑھائے جائیں جیسا کہ دارالعلوم دیوبند، دارالعلوم کراچی اور پاکستان و ہندوستان کے دوسرے دینی مدارس اور دارالعلوم میں پڑھائے جاتے ہیں، یہ بھی بہت بڑا اور عظیم الشان کام ہے، دینی تعلیم یعنی علماء تیار کرنے کا کوئی ادارہ یہاں قائم ہو اس کی بھی ضرورت ہے، لیکن فرض کر لیجئے پورے امریکہ میں اگر ایک ادارہ بھی معیاری قائم ہو جائے، اچھے اور ماہر علماء وہاں لائے جائیں، علماء اسلام میں سے بہترین مغز کو یہاں لایا جائے اور چیدہ چیدہ شخصیات کو یہاں لا کر ایک بھی ایسا ادارہ قائم کر لیا جائے تو پورے امریکہ کی کم از کم فوری ضرورت پوری ہو جائے گی اور اگر ایک سے زائد ادارے قائم ہو جائیں تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

البتہ مسلم اسکول کا قیام ہماری ہر بستی کی ضرورت ہے جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں کے بچوں کو ہمیں تعلیم تو دلوانی ہی ہے، مگر اپنے بچوں کو دوسروں کے سکولوں میں بھیج کر اپنے دین کو خطرے میں نہیں ڈال سکتے، اس واسطے آپ سے میری درخواست ہے کہ اس کا حل نکالیں، اس میں جو مشکلات ہیں وہ آپ کو سوچنی بھی ہیں اور ان کا حل بھی نکالنا ہے، یہاں کے حالات کا علم وفہم مجھ سے زیادہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے، جب کوشش کریں گے تو اس کا حل بھی نکلے گا، کیونکہ قرآن کریم کا وعدہ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾

(سورۃ العنکبوت، آخری آیت)

''جو لوگ ہمارے راستے میں مجاہدہ کرتے ہیں (محنت ومشقت اٹھاتے ہیں تو) ہم ان کیلئے ضرور راستے کھول دیتے ہیں''

محنت اور کوشش شرط ہے، اخلاص کے ساتھ اللہ کی رضا کے لئے، اپنے بچوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کیجئے۔

عزم وہمت کی مثال:

میرے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان، حضرت مولانا مفتی

محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مثال میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی آدمی ہائی وے پر جا رہا ہو اور دونوں طرف اونچے اونچے گھنے درخت ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آگے جا کر درختوں کی دونوں قطاریں آپس میں مل گئی ہیں اور سڑک بند ہو گئی ہے، اگر کوئی بے وقوف اور کم ہمت آدمی یہ دیکھ کر بیٹھ جائے کہ آگے تو راستہ بند ہے اس لئے آگے جانے سے کوئی فائدہ نہیں تو وہ کبھی بھی منزلِ مقصود پر نہیں پہنچے گا، لیکن جو شخص چلنا شروع کر دے گا تو وہ یہ دیکھے گا کہ وہ جتنا چلتا چلا جائے گا راستہ کھلتا چلا جائے گا کیونکہ قرآن کریم کا وعدہ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾

(سورۃ العنکبوت: آخری آیت)

”جو لوگ ہمارے راستے میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کے لئے ضرور راستے کھول دیتے ہیں۔“

(۲) مسلم محلوں کا قیام

دوسری بات بھی اسی سے قریب قریب ہے وہ یہ کہ انگلینڈ میں مسلمانوں نے اپنے محلے کے محلے الگ قائم کر لیے ہیں بلکہ بعض شہر بھی ایسے ہیں کہ ان کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم پاکستان

کے کسی شہر میں پھر رہے ہیں کہ محلے کے محلے مسلمانوں کے ہیں جن میں سارے گھر مسلمانوں کے ہیں، اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوگیا ہے کہ ان کے لیے اپنے کلچر کی حفاظت آسان ہوگئی ہے، ان کے بچے باہر نکلیں تو ان کو خطرہ نہیں ہوتا کہ وہ کسی غلط ماحول میں چلے جائیں گے، مسجد بھی محلے ہی میں بنی ہوئی ہے اور عورتوں کا آپس میں آنا جانا بھی بہت ہے اس طریقے سے ان کا دین بھی بچا ہوا ہے اور سہولتیں بھی میسر ہوگئی ہیں، ایک دوسرے کی شادی غمی میں اور دکھ درد میں شریک ہونا آسان ہوگیا ہے جو ان کے لیے تقویت کا باعث ہے، اس طرح اُن میں پردیسی پن اور اجنبیت کا احساس بھی تقریباً ختم ہوگیا ہے۔ یہاں امریکہ میں ابھی تک یہ صورتحال نہیں بنی، مسلم محلے ابھی قابل ذکر حد تک تو نہیں بنے البتہ کہیں کہیں بن گئے ہیں۔

مسلم محلوں کے قیام کا طریقہ:

اس کا ایک راستہ یہ ہے کہ جہاں مسجد ہے اس کے قریب مکانات لینے کی کوشش کی جائے، اس طرح خود بخود مسلمانوں کا محلّہ بن جائے گا، مسلمانوں کا محلّہ بن جائے گا تو اس ماحول میں رہتے ہوئے سکول قائم کرنا بھی آسان ہو جائے گا، ورنہ اگر لوگ بکھرے

ہوئے ہوں گے کہ ایک گھر دس میل کے فاصلے پر ہے دوسرا بیس میل کے فاصلے پر تو وہاں بچوں کو کسی ایک سکول میں لانا آسان نہیں ہوگا، لیکن جب پورا محلّہ مسلمانوں کا ہوگا اوران کی ایک کمیونٹی ہوگی، گھر بھی پاس پاس ہوں گے، محلے میں مسجد بھی ہوگی تو پھر انشاء اللہ مسلم سکول کا قیام بھی آسان ہوگا۔

تو دوسری بات یہ ہے کہ مسلم محلے بنانے کی کوشش کی جائے، اور ظاہر ہے کہ یہ ایک دو دن کا کام نہیں لیکن اگر یہ ضرورت ذہنوں میں رہے گی اوراسی کی بنیاد پر آپ اپنی زندگی کی منصوبہ بندی کریں گے تو رفتہ رفتہ انشاء اللہ یہ مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔

(۳) اللہ والوں سے تعلق قائم کیجئے

تیسری بات بھی دین وایمان کو بچانے کے لیے بہت اہم ہے، سورۂ توبہ میں قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ:

﴿یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ﴾

''اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے''

یعنی گناہوں سے بچو، آگے گناہوں سے بچنے کا طریقہ بتلا دیا کہ:

﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾

''رہو سچوں کے ساتھ''

یعنی ان لوگوں کے ساتھ رہو جو دل کے بھی سچے ہیں، زبان کے بھی سچے ہیں، عمل کے بھی سچے ہیں، جس کا حاصل یہ ہے کہ وہ خود نیک ہوں، دیندار ہوں، جب دینداروں کے ساتھ رہو گے تو تمہارا ماحول دینداری کا ہوگا، پھر وہاں گناہ کرنا مشکل ہو جائے گا، نیکیاں کرنا آسان ہو جائے گا۔

قرآن کریم کا ارشاد یہ ہے کہ نیک لوگوں کے ساتھ رہو، پھر نیک لوگوں کے درجات مختلف ہیں، بعض اونچے درکے کے اولیاء اللہ ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کسی ایسے بندے سے آپ کا تعلق جوڑ دے تو ان کو اپنا رہبر و رہنما بنا کر ان کے ساتھ رہیں اور قدم قدم پر ان سے مشورے کرتے رہیں، انشاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا، اگر آپ کی بستی اور شہر میں کوئی ایسا رہبر نہیں ہے تو دنیا کے دوسرے علاقوں میں تو موجود ہیں، ان سے اپنا رابطہ رکھیں، اب تو رابطے آسان ہو گئے ہیں، ٹیلیفون پر، فیکس کے ذریعے اور ای میل کے ذریعے رابطے ہو سکتے ہیں، جب اللہ والوں سے آپ کا تعلق ہوگا تو دین پر عمل کرنا آسان ہوگا، دین کے خلاف عمل کرنا مشکل ہوگا، اگر آدمی کسی سفر میں ہو اور

سفر میں سارے ساتھی نمازی ہوں تو نماز پڑھنا آسان اور اسے چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے، نماز پڑھنی پڑے گی اگر پڑھنا نہ چاہے تب بھی شرما شرمی میں پڑھنی پڑے گی۔

قرآنِ کریم کا حکیمانہ محبت بھرا اسلوب:

قرآنِ کریم کا ایک عجیب مربیانہ اور مشفقانہ اسلوب ہے کہ جب وہ کوئی ایسا حکم دیتا ہے جس میں بندوں کے لئے کچھ مشکل ہو تو اس کے ساتھ آگے یا پیچھے ایک اور حکم ایسا دے دیتا ہے جس سے اس مشکل کو آسان کرنے کا راستہ نکل آتا ہے، اسی اسلوب کے مطابق یہاں بھی قرآنِ کریم نے بڑی حکیمانہ بات کہی ہے، حکم دیا:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُو اللّٰہ﴾

''اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے''

یعنی گناہوں سے بچو، آگے ایک اور حکم دے دیا کہ یہ کام بھی کرو، یہ بھی فرض ہے، مقصد یہ ہے کہ اس فرض کو ادا کرو گے تو پہلا فرض آسان ہو جائے گا، وہ یہ کہ:

﴿کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ﴾

''اللہ والوں کے ساتھ رہو، نیک لوگوں کے ساتھ رہو''

جب نیک لوگوں کے ساتھ رہو گے تو تقویٰ آسان ہو جائے گا، گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

اس آیت کی روشنی میں میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ اپنا تعلق اللہ والوں سے جوڑیں، ان سے جس حد تک اپنے تعلقات بڑھا سکتے ہیں بڑھائیں، جتنا زیادہ سے زیادہ وقت ان کے ساتھ گزار سکیں گزاریں، اگر وہ آپ کی بستی سے دور ہیں تو سفر کر کے وہاں جائیں، سال میں مہینہ، دو مہینہ، ہفتہ دو ہفتہ، ان کے پاس جا کر رہا کریں۔

رشتہ میں بھی دینداری کا خیال رکھیں

اسی سلسلے کی ایک بات یہ بھی ہے کہ رشتہ دینے میں اور رشتہ مانگنے میں بھی دینداری کا خاص طور سے خیال رکھیں، اپنے بننے والے داماد میں جہاں آپ اور بہت سی باتیں دیکھتے ہیں ایک بات یہ بھی دیکھیں کہ اس میں دین اور ایمان کتنا ہے۔

اسی طرح تجارت میں اگر آپ کسی کے ساتھ پارٹنر شپ قائم کرنا چاہتے ہیں تو کوشش کریں کہ آپ کو ایماندار مسلمان اور دیندار آدمی ملے، غرض یہ کہ روز مرہ کی زندگی میں بھی یہ کوشش کی جائے کہ ہمارے تعلقات اور رشتے نیک لوگوں سے زیادہ سے زیادہ قائم ہوں۔

تبلیغی جماعت کے ساتھ تعلق قائم کیجئے:

اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی یہ بھی ہے کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ اپنا تعلق قائم کیجئے، الحمدللہ! اس جماعت سے پوری امت کو جو فائدہ پہنچا ہے، جس بڑے پیمانے پر پہنچا ہے، جس عالمگیر انداز میں پہنچا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، اگرچہ اس وقت وہ فائدہ جزوی حد تک ہے کہ تبلیغی جماعت کے احباب پورے دین کی تعلیم نہیں دیتے لیکن جتنی چیزوں کی وہ تعلیم دیتے ہیں وہ بہت اہم ہیں اور ان کے ذریعے باقی ماندہ نیک اعمال کے اور گناہوں سے بچنے کے بھی راستے نکلتے ہیں، یہ اتنے بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے کہ پوری دنیا میں اس وقت اس کی نظیر نہیں ہے، نہ مسلمانوں میں ایسی کسی تنظیم کی نظیر ہے جو عوامی سطح میں دین کی اتنے بڑے پیمانے پر خدمت انجام دے رہی ہو، اور نہ عیسائی اور یہودیوں میں اس کی کوئی نظیر ہے، عیسائیوں کے ہاں کتنے فنڈ ہیں، کتنی تنظیمیں ہیں اور کتنے مشن ہیں جو عیسائیت کی تبلیغ میں لگے رہتے ہیں، لیکن جو کام ہماری تبلیغی جماعت کررہی ہے وہ اس کا دسواں حصہ بھی نہیں ہیں۔

عجیب وغریب بات یہ ہے کہ اس جماعت کا کوئی دفتر

نہیں، کوئی فنڈ نہیں، کوئی بینک بیلنس نہیں، ان کے ہاں کوئی اشتہار نہیں چھپتا لیکن جو فیصلہ یہاں ہوتا ہے تین دن کے بعد آپ اس کو ہانگ کانگ میں سنتے ہیں، چائنا میں سنتے ہیں، افریقہ میں سنتے ہیں ایشیا میں سنتے ہیں، پوری دنیا میں شہرت ہو جاتی ہے۔

تبلیغی جماعت کا کام جذبہ اور اخلاص کے ساتھ ہو رہا ہے

اور ہر قسم کی گروہ بندی اور فرقہ واریت سے دور رہ کر ہو رہا ہے۔ ہر شخص اپنا پیسہ خرچ کر کے لکھ پتی، کروڑ پتی، عرب پتی لوگ اپنا سامان کندھے پر لاد کر اور بستر زمینوں پر بچھا کر، پیدل چل کر، ہوائی جہازوں میں اڑ کر، بحری جہازوں میں جا کر، ریلوں اور بسوں میں سفر کر کے، سفر کے اندر طرح طرح کی مشقتیں اور مجاہدے کر کے کفر ستانوں، برفستانوں اور ریگستانوں میں اللہ کا پیغام پہنچا رہے ہیں، شاید کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ پوری دنیا میں کتنے ہی قافلے کہیں نہ کہیں اللہ کا پیغام نہ پہنچا رہے ہوں، اللہ تعالیٰ اس جماعت سے بہت بڑا کام لے رہے ہیں، یہ ہمارے بزرگوں کا شروع کیا ہوا کام ہے، حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شروع کیا ہوا کام ہے، اس واسطے خاص طور سے مغربی ممالک کے مسلمان بھائی اس جماعت سے اپنا جوڑ قائم کریں، ان کے ساتھ جوڑ میں لگے رہیں گے

تو انشاء اللہ دین پر عمل کرنا آسان ہوگا۔

تبلیغی جماعت پر اعتراضات:

بہت سے لوگوں کی طرف سے تبلیغی جماعت پر طرح طرح کے کچھ اعتراضات بھی ہوا کرتے ہیں، کوئی کہا کرتا ہے کہ یہ لوگ ''امر بالمعروف'' تو کرتے ہیں لیکن ''نہی عن المنکر'' نہیں کرتے یعنی نیک کاموں کی تبلیغ تو کرتے ہیں بُرے کاموں سے بچنے کی تبلیغ نہیں کرتے، میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرنا بھی اچھا کام ہے۔ اور بُرے کاموں سے بچنے کی تبلیغ کرنا بھی اچھا کام ہے۔ ایک اچھا کام وہ کر رہے ہیں دوسرا اچھا کام تم کرلو، جو کام وہ نہیں کر رہے وہ آپ شروع کردیں۔

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ان کے ہاں تشدد بہت ہوتا ہے میں ان سے کہا کرتا ہوں کہ تم تشدد نہ کرو، لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے، الحمدللہ! تبلیغی جماعت کے علمائے کرام اور بزرگوں کے ہاں حد سے تجاوز کرنے کی بات نہیں ہے، البتہ جو لوگ نئے نئے تبلیغ میں لگتے ہیں، ان کو چونکہ دین کی معلومات نہیں ہوتیں، وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ دین اسی تبلیغ میں منحصر ہے جو کام تبلیغ میں ہو رہا ہے، بس دین کا

یہی کام ہے، وہ اس میں اتنے لگ جاتے ہیں کہ دین کے دوسرے اہم کاموں کو غیر اہم سمجھنے لگتے ہیں، مدرسوں کو بھی بے کار سمجھنے لگتے ہیں، اسی طرح بعض لوگوں میں یہ خرابی بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کے حقوق، ماں باپ اور بہن بھائیوں کے حقوق سے غافل ہو جاتے ہیں اور جوشیلے نوجوان بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ بیوی کا جنازہ پڑا ہوا تھا یا بیوی ہسپتال میں پڑی ہوئی تھی اور شوہر نامدار چلّے میں نکل گئے۔

خوب سمجھ لیجئے یہ کوئی دین کا کام نہیں ہے، یہ باتیں واقعی حد سے گزری ہوئی ہیں جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی اور یہ باتیں قابل اصلاح ہیں لیکن یہ تبلیغی جماعت کے بزرگوں کی اصل پالیسی نہیں ہے، یہ چھوٹے اور جوشیلے قسم کے لوگوں کی باتیں ہیں، جب آدمی نیا نیا اور جوشیلا ہوتا ہے تو وہ ایسے ہی کرتا ہے، جیسے مشہور ہے کہ دو آدمی راتوں کو جاگتے ہیں ایک وہ جو کسی کا نیا نیا مرید ہوا ہو، اور دوسرا وہ جس کی نئی نئی شادی ہوئی ہو، اسی طریقے سے تبلیغی جماعت میں جو لوگ نئے نئے لگتے ہیں جنہیں دین کی کوئی خبر نہیں ہوتی تو وہ اسی کو سب کچھ سمجھ کر اس قسم کی باتیں کرنے لگتے ہیں جبکہ یہ تبلیغی جماعت کی اصل پالیسی نہیں ہے۔ آپ تبلیغی جماعت میں

ضرور لگیں اگر اس میں کچھ لوگ غلط کام کر رہے ہیں تو ان کی پیروی نہ کریں بلکہ بزرگوں اور علماء کی بات پر چلیں کیونکہ علماء کی بات معتدل ہوتی ہے اور اس میں شریعت کے تمام پہلوؤں کی رعایت ہوتی ہے۔

(۴) دینی کتب کا مطالعہ

چوتھی بات یہ ہے کہ دینی کتب کا مطالعہ کریں، یہاں آپ کے پاس دینی لٹریچر بہت کم ہے، اب الحمدللہ! انگریزی میں بھی دینی لٹریچر آنے لگا ہے، اردو میں تو دینی لٹریچر ہندوستان و پاکستان میں بہت موجود ہے، اردو میں یا اپنی اپنی مادری زبان میں دین کی جو کتابیں میسر آئیں ان کا مطالعہ کیا جائے، اگر آپ کو دینی کتابیں مطالعہ کرنے کی فرصت نہیں ہے تب بھی آپ سے میری درخواست یہ ہے کہ کتابیں لاکر آپ گھر میں رکھیں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آپ کو تو فرصت نہ ہو لیکن آپ کی بیگم صاحبہ کو فرصت مل جائے تو وہ کبھی مطالعہ کر لیں، ان کو بھی فرصت نہ ملے تو آپ کے بچوں کو کبھی موقع مل جائے وہ مطالعہ کرلیں، کتابیں گھر میں موجود ہوں گی تو کبھی نہ کبھی ان کو پڑھنے والے بھی میسر آہی جائیں گے۔

(۵) حرام مال سے اجتناب:

پانچویں بات بھی نہایت ہی اہم ہے اور وہ یہ کہ حرام مال سے اپنے آپ کو بچائیں، دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ بعض گناہوں کا وبال ایسا ہوتا ہے کہ وہ دوسرے بہت سے گناہوں کو جنم دیتا ہے، حرام مال بھی ایسی ہی چیز ہے، جب آدمی حرام مال کھاتا ہے تو اس کے اثرات اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ اس کی وجہ سے پھر دین کی دوسری چیزوں میں بھی کمزوری آجاتی ہے، حرام مال کھانے کا جو گناہ اور عذاب ہے وہ تو ہوگا ہی، اس کا مزید نقصان یہ ہوتا ہے حرام مال کھانے والے کے لیے دین پر عمل کرنے میں دشواریاں پیدا ہونے لگتی ہیں، انسان میں دین سے غفلت پیدا ہونے لگتی ہے، اولاد نافرمان ہونے لگتی ہے اور اس میں دین سے دوری پیدا ہونے لگتی ہے یہ حرام مال کے اثرات ہوتے ہیں، حرام مال بہت ہی تباہ کن چیز ہے، حرام مال کے بے شمار راستے ہیں، ان سب سے بچنے کی ضرورت ہے، یہ ملک خاص طور سے سودی لین دین کا مرکز ہے اس لیے سود سے اپنے آپ کو بچائیں، حرام لقمہ اور حرام گھونٹ آپ کے گھر میں نہ آئے، شراب سے بھی بچیں، جس طرح حرام مال بہت

سارے گناہوں کو دعوت دینے والا ہے اسی طرح شراب ام الخبائث یعنی تمام گناہوں کی بنیاد ہے، جب آدمی شراب پی لیتا ہے تو پھر اس کی عقل ہی کام نہیں کرتی، اس واسطے جس طریقے سے بھی ممکن ہو حرام کھانے پینے سے اپنے آپ کو بچائیں۔

(٦) گھروں میں اپنی مادری زبان کو زندہ رکھئے

چھٹی بات جو بلاشبہ آپ کے لیے مشکل ضرور ہوگی لیکن ناممکن نہیں ہے، تھوڑی سی کوشش سے مسئلہ حل ہوسکتا ہے اور ابھی تو حل ہوسکتا ہے لیکن جوں جوں وقت گزرتا جائے گا اس میں مزید مشکلات پیدا ہوتی جائیں گی، آپ اپنے بچوں کو انگریزی خوب پڑھوائیں، یہ یہاں کی زبان ہے اس میں ترقی کے بغیر ہمارے بچے معاشی میدان اور ملازمتوں میں دوسری قوموں کا مقابلہ نہیں کرسکتے، اس لیے مسلمان بچوں میں انگریزی زبان لکھنے کی، بولنے کی اور انگریزی میں مضمون نویسی اور تصنیف وتالیف کی خوب مہارت پیدا کروائیں، لیکن آپ سے میری درخواست یہ ہے کہ آپ گھر میں انگریزی نہ بولیں، میاں بیوی آپس میں انگریزی نہ بولیں، ماں باپ اپنے بچوں کے ساتھ انگریزی نہ بولیں، گھروں میں اپنی مادری

زبان کو زندہ رکھیئے، اگر آپ کی مادری زبان گھروں میں محفوظ رہے گی، آپ کے بچوں میں محفوظ رہے گی تو ان بچوں کا جوڑ اور رابطہ اپنے ماضی سے قائم رہے گا، امت مسلمہ سے قائم رہے گا، ہندوستان و پاکستان سے قائم رہے گا، اور اگر عرب بچے ہیں تو عالم عرب سے قائم رہے گا، زبان صرف زبان ہی نہیں ہوتی، زبان کی ایک سوچ اور مزاج ہوتا ہے، اگر ہمارے بچے مادری زبان بھول جائیں گے تو ماضی سے کٹ جائیں گے اور پھر ان پر وہی اثرات باقی رہ جائیں گے جو یہاں کی تہذیب اور زبان کے ہوں گے، بہت سی اسلامی اصطلاحات ایسی ہیں کہ ان کا ترجمہ انگریزی میں ہو ہی نہیں سکتا، وہ اصطلاحات ہماری نئی نسل سے اوجھل ہو جائیں گی۔

میں یہاں دیکھ رہا ہوں کہ اچھے خاصے دیندار پاکستانی اور ہندوستانی گھرانوں کے بچے اردو نہیں بول پا رہے، اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ آج تو میری تقریر آپ سن رہے ہیں اور سمجھ بھی رہے ہیں، اگر ہمارے بچوں میں اردو ختم ہو گئی تو اب سے دس سال بعد میری تقریر سمجھنے والے کم رہ جائیں گے حتیٰ کہ بیس سال بعد کوئی نہیں رہے گا، اس طرح ہماری نئی نسل ماضی سے کٹ جائے گی، اور اپنی روایات بھول جائے گی، اپنے علماء سے کٹ جائے گی، ان کی کتابوں،

تحریروں اور تقریروں سے محروم ہو جائے گی، اور دین سے دور ہوتی چلی جائے گی۔ اس واسطے میری یہ درخواست اپنے بھائیوں سے بھی ہے اور ان ماؤں بہنوں سے بھی جو اس وقت میری بات سن رہی ہیں کہ اگر اب تک آپ کی عادت انگریزی بولنے کی رہی ہے تو بلاشبہ ایکدم سے اس عادت کو چھوڑنا بہت مشکل ہو گا لیکن یقین کیجئے کہ ناممکن نہیں ہے، یہ بچے آپ کے پاس امانت ہیں، ان پر رحم کیجئے، ان کے دین وایمان کی حفاظت کے لیے ان کی مادری زبان کی حفاظت کی ضرورت ہے، آپ اپنے بچوں کو بخار اور نزلے سے بچانے کے لیے کتنی محنتیں اور مشقتیں اٹھاتے ہیں، اس کام کے لیے بھی تھوڑی سی مشقت اٹھا لیجئے۔

(۷) سب کے ساتھ حسنِ سلوک (حقوق العباد کا اہتمام)

آخر میں ساتواں نکتہ ایسا پیش کر رہا ہوں جس کی طرف سے مسلمانوں میں عام طور سے غفلت پائی جاتی ہے، اور وہ ہے حقوق العباد کی ادائیگی، یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ حسن سلوک۔ ہمیں اسلامی تعلیمات کے عین مطابق تمام انسانوں کے ساتھ یعنی اپنے ساتھ رہنے والے غیر مسلموں کے ساتھ بھی احسان، خیر خواہی، حسن

سلوک، انصاف اور حسن اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔

ظلم اور بدعہدی غیر مسلموں کے ساتھ بھی جائز نہیں:

خوب سمجھ لیجئے کسی قسم کا ظلم یا بدعہدی کرنا یا امانت میں خیانت کرنا، یا ناحق تکلیف پہنچانا اور دل آزاری کرنا جس طرح مسلمانوں کے ساتھ ناجائز اور حرام ہے اسی طرح کسی کافر اور غیر مسلم کے ساتھ بھی ناجائز اور حرام ہے، اسلام مسلمانوں کو انسان تو انسان، کسی جانور پر بھی ظلم کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

دوسروں کو تکلیف دینے والی عادتیں:

بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں اور اس بات پر معذرت بھی چاہتا ہوں کہ ہمارے اندر بہت ساری بری عادتیں ایسی پھیل گئی ہیں کہ اُن سے غیر ارادی طور پر بھی دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے، مسلمانوں کو بھی اور غیر مسلموں کو بھی، ہمیں ایسی عادتوں سے یوں تو ہر جگہ ہی بچنا ضروری ہے مگر خاص طور سے ایسے ممالک میں تو اور بھی ضروری ہے جہاں ہمارا واسطہ غیر مسلموں سے ہو۔ کیونکہ وہ ہمارا اخلاق و کردار دیکھ کر ہی اسلام کے بارے میں اپنی رائے قائم کرتے ہیں، اگر ہمارا اخلاق و کردار اچھا، مہذب اور شائستہ ہوگا، انصاف پر

مبنی ہوگا، دوسروں کے ساتھ احسان، خیر خواہی، حسن سلوک اور حسن اخلاق پر مبنی ہوگا تو وہ اسلام کو اچھا، انصاف کا، سلامتی کا اور احسان کا دین سمجھیں گے، اور خدانخواستہ ہمارا اخلاق و کردار اگر اسلامی تعلیمات کے مطابق اچھا نہیں ہوگا تو وہ اسلام سے بھی بیزار ہو جائیں گے، اور یہ سمجھیں گے کہ اسلام نے ان کو (نعوذ باللہ) ایسی ہی تعلیم دی ہوگی۔

یاد رکھئے آپ ان مغربی ممالک میں اسلام کے سفیر ہیں، یہاں رہنے والے مسلمانوں کو ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیے جو دوسروں کے لیے ناحق تکلیف یا ناگواری کا یا دل آزاری کا باعث ہو۔

اپنے پڑوسیوں، ہمسفروں، ہمنشینوں کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھئے جس سے اُن کو راحت ملے، خوشی ہو، تکلیف نہ پہنچے، ناگواری نہ ہو، دل آزاری نہ ہو۔

ہماری ایسی بری عادتیں جن سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے یا جن سے عہد کی خلاف ورزی ہوتی ہے یوں تو بہت ساری ہیں، نہ جانے مسلم معاشرے میں یہ کہاں سے آگئی ہیں؟ مگر چند عادتیں جو میں اس مغربی دنیا میں بھی مسلمانوں کے بعض طبقوں کے اندر دیکھ

رہا ہوں یہ ہیں:

(۱) صفائی کا پورا اہتمام نہ کرنا۔

(۲) شوروشغب کرنا۔

(۳) ٹریفک کے قوانین خصوصاً پارکنگ کے قوانین کی پوری طرح پابندی نہ کرنا۔

(۴) وعدہ خلافی۔

(۵) پڑوسیوں کی راحت کا خیال نہ رکھنا۔

(۶) بدعہدی (معاہدے کی خلاف ورزی، عہد شکنی) جس میں ویزا ختم ہو جانے کے باوجود چوری چھپے یہاں قیام کرنا بھی داخل ہے۔

اسلام ان میں سے کسی بھی برائی کی اجازت نہیں دیتا۔ ان باتوں سے دوسروں کو تکلیف پہنچتی ہے، اور اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی ہوتی ہے۔ اور دوسروں کو ناحق تکلیف پہنچانا مسلمان تو مسلمان، کسی شریف انسان کا کام نہیں ہوتا۔ اسی طرح بدعہدی یعنی معاہدے کی خلاف ورزی ایسی خرابی ہے کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق ہونے کی علامت قرار دیا ہے۔

مسلم و غیر مسلم پڑوسیوں کے حقوق:

خوب سمجھ لیجئے پڑوسی خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اسلام میں اس کے اتنے حقوق ہیں کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے میرے پاس آ کر بار بار اتنی کثرت سے پڑوسی کے حقوق کی تاکید کی کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید پڑوسی کو وارث قرار دیئے جانے کا حکم بھی آنے والا ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

﴿لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا یَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ﴾

"وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کی ایذا رسانیوں سے اُس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔"

پڑوسیوں کے ساتھ خیر خواہی، حسن سلوک اور احسان کے معاملہ میں قرآن حکیم اور آنحضرت ﷺ نے مسلم اور غیر مسلم کا فرق نہیں کیا، پڑوسی خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم، اس کے ساتھ ہمیں خیر خواہی، مدارات، حسن سلوک اور احسان کا برتاؤ کرنے کی تاکید ہے، اور کوئی ایسا کام کرنے کی اجازت نہیں جس سے ان کو ناحق تکلیف یا ناگواری پیش آئے۔ اس حدیث میں بھی آپ ﷺ نے مسلم اور غیر مسلم پڑوسی کا

فرق نہیں کیا۔

ایک مجلس میں برطانیہ کے ایک محلے کے مسلمانوں نے اظہارِ مسرت کے طور پر کہا کہ یہاں تو اب صرف مسلمان ہی ہیں، جتنے غیر مسلم تھے وہ سب ایک ایک کر کے یہاں سے چلے گئے۔لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ مغربی ممالک کے اصل باشندے شور وشغب والے علاقے میں رہنا پسند نہیں کرتے، پرسکون محلوں کو ترجیح دیتے ہیں۔اسی طرح گھروں کے آس پاس گندگی ان کے لیے ناقابل برداشت ہوتی ہے۔

سابق امیر تبلیغی جماعت حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر سخت افسوس کا اظہار فرمایا، اور فرمایا کہ کاش وہ تم سے مانوس ہو جاتے اور ان کو اسلام کی ہدایت نصیب ہو جاتی، مگر وہ آپ لوگوں کی بری عادتوں سے بیزار ہو گئے ہوں گے۔کاش اُن کے سامنے آپ کی اچھی عادتیں آتیں، اُن کے ساتھ آپ لوگوں کا حسن سلوک اور حسن اخلاق آتا، اسلامی تعلیمات کے مطابق صفائی ستھرائی اور نظم وضبط آتا، سنجیدگی اور شائستگی آتی تو وہ آپ سے مانوس ہو جاتے اور آپ کے دین کی طرف بھی راغب ہو جاتے۔

ویزا کی مدت ختم ہو جانے کے بعد یہاں رہنا:

خوب سمجھ لیجئے ویزا کی مدت ختم ہو جانے کے بعد بغیر اجازت کے کسی ملک میں چوری چھپے رہنا بھی شرعاً جائز نہیں، کیونکہ یہ عہد کی خلاف ورزی اور عہد شکنی ہے، جو کسی غیر مسلم کے ساتھ بھی ہرگز جائز نہیں۔

اسی طرح یہاں رہتے ہوئے یہاں کے قوانین کی خلاف ورزی کرنا بھی عہد شکنی میں داخل ہے۔ اگر آپ کو کسی ملک کے قوانین پسند نہیں اور آپ اس پر عمل کرنا نہیں چاہتے یا اسلام اُن پر عمل کرنے کی اجازت نہیں دیتا تو اس ملک کو چھوڑ کر کسی ایسے ملک میں چلے جائیں جہاں ان قوانین پر عمل نہ کرنا پڑے۔ یہاں رہتے ہوئے قانون شکنی کرنا بدعہدی میں داخل ہے، اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے بدنامی کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان بری عادتوں سے دور رہنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر ٹھیک ٹھیک عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

اسلام کی نشأۃ ثانیہ:

یہ سات چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی بہنوں کو ان کی

طرف متوجہ فرمادے کہ ان پر عمل شروع ہو جائے، اگر یہ کام ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ جو نسل یہاں پروان چڑھ رہی ہے۔ یہی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ذریعہ بن جائے گی، ایک بات یہ بھی عرض کر دوں کہ اگرچہ پوری دنیا میں مسلمانوں کو طرح طرح کے مسائل کا سامنا ہے لیکن ساتھ ساتھ اسلام کی نشأۃ ثانیہ بھی واضح طور پر نظر آ رہی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ مغرب کے مسلمانوں ہی کو اللہ تعالیٰ اس کا ذریعہ بنادے کیونکہ یہ بات بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو مسلمان ہندوستان و پاکستان میں رہتے ہوئے نماز نہیں پڑھتے تھے اُن میں سے بہت سے بھائی اور بہنیں یہاں آ کر نمازی بن گئے، جو داڑھیاں نہیں رکھتے تھے وہ داڑھیاں رکھنے لگے، جو عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں وہ یہاں آ کر پردہ کرنے لگیں۔ جو لوگ دوسروں کی تکلیف ناگواری یا دل آزاری کا باعث بنتے تھے اور اسلام کی بتائی ہوئی تہذیب و شائستگی سے دور تھے انہوں نے اپنی اصلاح کر لی ہے۔ کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اس ملک میں اسلام پھیلانے کے لیے بھیجا ہو، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان چیزوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعوانا أن الحمدللّٰہ رب العالمین

مغربی دنیا میں کیے گئے

چند اہم سوالات و جوابات

دارالہدیٰ اسپرنگ فیلڈ، واشنگٹن میں بیان کے بعد امریکی مسلمانوں کے رواج کے مطابق سوالات اور جوابات کا سلسلہ بھی دیر تک جاری رہا، خواتین کے لیے پردے کا انتظام تھا ان کی طرف سے سوالات تحریری شکل میں آتے رہے اور مرد حضرات کچھ تحریری اور کچھ زبانی سوالات کرتے رہے.......... حضرت مفتی صاحب کے جوابات سے سب ہی خواتین و حضرات کو اطمینان اور تشفی ہوئی۔

یہاں اُن سوالات اور جوابات کو بھی ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے، کیونکہ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں یہ سوالات کثرت سے پیش آتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

(۱) کام چوری

سوال: خدمت اور کام کے لیے ملازم مقرر کیے جاتے ہیں جن کی تنخواہ اور الاؤنس وغیرہ بھی مقرر ہوتے ہیں اُن میں بعض اپنی تنخواہ اور الاؤنس تو پورے لے لیتے ہیں مگر خدمت پوری انجام نہیں دیتے اور کام پورا نہیں کرتے، جتنا وقت لگانا چاہیے اتنا وقت نہیں لگاتے اور جتنی محنت کرنی چاہیے اتنی محنت نہیں کرتے کیا ان کے لیے تنخواہ لینا حلال ہے یا نہیں؟ خلاصہ یہ کہ کیا کام چوری جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کام چوری جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور کام چوری یہ بھی ہے کہ آدمی تنخواہ تو پوری لے لے لیکن جس کام کی تنخواہ لی ہے اس کو پورا نہ کرے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی ناپ تول میں کمی کرے کہ پیسے تو پورے لے لے اور ناپ تول میں کمی کرے جس طرح وہ حرام ہے اسی طرح یہ بھی حرام ہے۔

(۲) پاکستانی حکومت اور دینی مدارس

سوال: کیا یہ صحیح ہے کہ پاکستانی حکومت دینی مدارس اور دینی

سکولوں کو بند کرنے کی کوشش کر رہی ہے؟ اور اگر کوشش کر رہی ہے تو پھر آپ حضرات نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہے؟

جواب: الحمدللہ! ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ پاکستانی حکومت دینی مدرسوں کو بند کرنے کی کوشش کر رہی ہے البتہ اس پر دباؤ ضرور ہے اور بہت سخت دباؤ ہے، اس سلسلے میں اعلیٰ سطحی اجلاسوں میں حکومت کی ذمہ دار شخصیات کے ساتھ بار بار ہماری میٹنگیں بھی ہوئی ہیں جن میں کئی کئی گھنٹے کی بات چیت ہوئی ہے، بعض اوقات بحث مباحثہ کی نوبت بھی آئی ہے لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ حکومت دینی مدرسوں کو بند کرنے کی کوشش کر رہی ہو اس لیے کہ اگر کوئی حکومت ایسا کرے گی تو پھر اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکے گی انشاء اللہ، اور یہ بات حکومت بھی جانتی ہے اس لیے یہ کوشش تو وہاں نہیں ہو رہی البتہ باہر کے دباؤ کی وجہ سے انہوں نے دینی مدارس کے اوپر اپنی نظریں کچھ زیادہ جما دی ہیں اور ان کے بارے میں تحقیق اور جستجو کچھ زیادہ ہونے لگی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے بلکہ اچھا ہے کہ اگر ہمارے مدرسوں میں کوئی خرابی ہے تو اس طرح اس کی اصلاح ہو جائے گی، الحمدللہ! پاکستان میں ابھی ایسی تشویش کی بات نہیں ہے۔

(۳) مسجد کی خرید و فروخت

سوال: کیا مسجد کی جگہ کو بیچا جا سکتا ہے اور اگر کوئی بیچ دے تو اس کے لیے کیا وعید ہے۔ بیان فرمادیں؟

جواب: جس جگہ کو ایک مرتبہ باقاعدہ مسجد بنادیا گیا ہو اور باقاعدہ مسجد بنانے سے مراد یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ صرف نماز پڑھنے کے لیے مصلی اور جائے نماز بنادی جائے یا جماعت خانہ بنادیا جائے کہ زمین نماز کے لیے کرایہ پر لے لی اور نماز کی جگہ ہو گئی یہ شرعاً مسجد نہیں ہے یہ صرف نماز کی جگہ ہے، شرعاً اس پر مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے، مسجد کے احکام شرعاً اس جگہ پر جاری ہوتے ہیں جو مسجد کے لیے ہمیشہ کے لیے وقف کر دی گئی تو وہ جگہ قیامت تک کے لیے مسجد بن گئی، پھر کبھی بھی کسی شخص کے لیے اس جگہ کو بیچنا یا کسی اور کام میں لا جانا جائز نہیں، اس پر قیامت تک وہی احکام رہیں گے جو مسجد کے ہیں چنانچہ حالت جنابت میں اس جگہ جانا جائز نہیں وغیرہ وغیرہ۔

(۴) جرابوں پر مسح

سوال: یہاں کپڑوں کی جرابوں پر مسح کیا جاتا ہے، بالخصوص عرب

حضرات کو دیکھ کر اب باقی حضرات بھی دیکھا دیکھی میں ایسا کرتے ہیں، کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

جواب: قرآن کریم میں اصل حکم وضو کے لیے پاؤں دھونے کا ہے، لہٰذا اصل حکم ٹخنوں تک پاؤں کو دھونا ہے لیکن پھر رسول اللہ ﷺ کی احادیث متواترہ میں یہ حکم آ گیا کہ خُفَّین (چمڑے کے موزوں) پر مسح بھی جائز ہے اور ''خف'' اس زمانے میں چمڑے کے ہوتے تھے لہٰذا چمڑے کے موزوں پر مسح بھی جائز ہے کہ ایک مرتبہ وضو کر کے آپ نے چمڑے کے موزے پہن لیے تو چوبیس گھنٹے تک ہر وضو میں انہیں اتارنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان پر مسح کافی ہے، چوبیس گھنٹے کے بعد موزے اتار کر وضو میں پاؤں دھولیں اور پھر موزے پہن لیں، مسافر کے لیے تین دن تین رات تک ایسا کرنا جائز ہے، صورتحال یوں ہوگئی کہ وضو میں اصل حکم پاؤں دھونے کا ہے اور احادیث متواترہ (یعنی ایسی احادیث جن کو روایت کرنے والے صحابہ کرام اور ان کے بعد سے اب تک کے لوگ ہر زمانے میں اتنی بڑی تعداد میں رہے ہیں کہ اُن کا جھوٹ پر متفق ہو جانا محال ہے) سے پتہ چلا کہ خفین پر مسح بھی جائز ہے اور یہ بھی پاؤں دھونے کے قائم مقام ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ احادیث متواترہ سے جو استثناء نکلا ہے وہ (خفّین) چمڑے کے موزوں کے لیے ہے، کپڑے کی جرابوں کے لیے نہیں اس لیے جرابوں کا حکم وہی رہے گا جو پہلے تھا یعنی ان پر مسح کرنا جائز نہیں ہے، چنانچہ محققین فقہاء کا یہی فتویٰ ہے، ہمارے والد ماجد مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس موضوع پر مستقل ایک رسالہ ہے اور اس میں مفصل دلائل سے اس بات کو واضح اور ثابت کیا گیا ہے کہ چمڑے کے موزے ہوں یا چمڑے جیسی کوئی چیز ہو تو اس پر کرنا جائز ہے اور اگر وہ چمڑا نہیں ہے اور چمڑے جیسی کوئی چیز بھی نہیں ہے بلکہ کپڑا وغیرہ ہے کہ اس میں پانی جذب ہو جاتا ہے یا لاسٹک کے بغیر وہ کھڑا نہیں رہتا تو اس پر مسح جائز نہیں۔

اس کے برخلاف بہت سے علماء کا موقف یہ ہے کہ کپڑے کی جرابوں پر بھی مسح جائز ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں، میں نے اپنے والد ماجدؒ سے سنا کہ وہ اس کو جائز کہتے تھے، بلکہ اُن کا واقعہ جو میں نے اپنے والد ماجد سے سنا وہ بھی عرض کردوں، والد صاحب کا فتویٰ تو یہ تھا کہ جرابوں پر مسح جائز نہیں، چونکہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی والد صاحب ہی

تھے اس لیے دارالعلوم دیو بند سے بھی فتوی عدم جواز کا جاتا تھا، جبکہ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اونچے درجے کے عالم اور محدث تھے وہ والد صاحب رحمہ اللہ علیہ کے اگر چہ استاد تو نہیں تھے لیکن والد صاحب فرماتے تھے کہ اگر چہ میں نے ان سے کچھ پڑھا نہیں ہے لیکن وہ میرے ایسے ہی بڑے اور بزرگ ہیں جیسے کہ میرا کوئی استاذ ہو، وہ جرابوں پر مسح کو جائز کہتے تھے اور مسح کرتے بھی تھے۔

والد صاحبؒ نے خود یہ واقعہ سنایا کہ ایک سفر میں حضرت مدنیؒ کے ساتھ تھا، جب نماز کا وقت ہوا تو حضرت مدنیؒ نے جرابوں پر مسح کیا جبکہ میں نے پاؤں دھوئے اور جب وضو کر کے فارغ ہوئے تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ مفتی صاحب آپ کے نزدیک تو میری نماز نہیں ہوگی، والد صاحبؒ نے فرمایا کہ ہاں میرے نزدیک آپ کی نماز نہیں ہوگی اور میں آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا بھی نہیں۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پہلے ہی یہ سوچ لیا تھا کہ آج ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہ ہمارے بزرگوں کی بزرگانہ باتیں ہیں کہ ایک دوسرے کا احترام بھی بہت کرتے تھے لیکن شرعی مسئلہ اپنی جگہ ہوتا تھا۔

(۵) کسی بزرگ کے نام کیساتھ ''دامت برکاتہم'' کا استعمال

سوال: اشتہار میں آپ کے نام کے ساتھ ''دامت برکاتہم'' کا لفظ لکھا گیا ہے جبکہ یہ لفظ اللہ کے سوا کسی کے نام کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے اس لیے آپ اعلان فرمادیں کہ کسی آدمی کے نام کے ساتھ ''دامت برکاتہم'' کا لفظ نہ لکھا جائے۔

جواب: پہلے یہ سمجھ لیں کہ ''دامت برکاتہم'' کا مطلب کیا ہے، یہ ایک دعائیہ کلمہ اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برکتوں کو ہمیشہ قائم رکھے، اس میں شرک کی کوئی بات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جا رہی ہے کہ یا اللہ اس آدمی کی برکتیں آئندہ بھی قائم رکھ، ہمیں تو ہر مسلمان کے لیے دعا کرنی چاہے اس لیے اس میں کوئی ناجائز بات نہیں ہے۔

(۶) کافر کا ذبیحہ

سوال: کوئی کافر اگر اسلامی طریقہ سے جانور ذبح کرے تو کیا وہ کھانا حلال ہوگا یا صرف مسلمان ہی کا ذبیحہ حلال ہے؟

جواب: کافروں کی دو قسمیں ہیں: اہل کتاب اور دوسرے غیر اہل

کتاب۔ اہل کتاب سے مراد عیسائی اور یہودی ہیں ان کے ذبیحہ کا حکم الگ ہے اور باقی کافروں کے ذبیحہ کا حکم الگ ہے، جو غیر اہل کتاب ہیں یعنی نہ یہودی ہیں، نہ عیسائی اور کافر ہیں ان کا ذبیحہ تو کبھی بھی حلال ہو ہی نہیں سکتا، اور جو یہودی اور عیسائی ہیں اگر وہ صرف نام کے یہودی اور عیسائی نہیں ہیں یعنی صرف نسلی طور پر اپنے آپ کو یہودی اور عیسائی نہیں کہتے بلکہ اپنے مذہب کو مانتے ہیں اور اللہ کے وجود کے قائل ہیں مثلاً عیسائی اگر اللہ کے وجود کے قائل ہوں (اگر چہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہوں) انجیل کو اللہ کی کتاب مانتے ہوں، یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، اگر یہ اپنے مذہب کے مطابق جانور ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہوگا اور اگر اپنے مذہب کے مطابق ذبح نہ کریں تو جس طرح مسلمان اگر اپنے مذہب کے مطابق ذبح نہ کرے تو جانور حلال نہیں ہوتا اسی طرح ان کا ذبح کیا ہوا جانور بھی حلال نہ ہو گا۔

اور اگر وہ ایسے یہودی اور عیسائی ہیں کہ اپنے آپ کو یہودی اور عیسائی صرف خاندانی طور پر کہتے ہیں، وہ اللہ کے وجود ہی کے قائل نہیں، انجیل اور تورات کو اللہ کی کتاب نہیں مانتے، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو نہیں مانتے، یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور

اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں تو درحقیقت یہ عیسائی یا یہودی نہیں ہیں اور اہل کتاب نہیں ہیں۔ اس لیے ایسے یہودی اور عیسائیوں کا ذبیحہ بھی حلال نہیں۔

(۷) قرآن وحدیث میں تحقیق یا تحریف

سوال: قرآن و حدیث میں نئی تحقیق کی اسلام میں کہاں تک اجازت ہے؟ کیا صرف تقلید ضروری ہے یا مزید تحقیق بھی کی جاسکتی ہے؟

جواب: قرآن وحدیث میں تحقیق کا سلسلہ جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا لیکن تحقیق کا کام وہی لوگ کریں گے جو اس کے اہل ہوں جبکہ ہر شخص اس کا اہل نہیں ہوتا، میں نے امریکہ میں ایک بیماری یہ بھی دیکھی ہے (اللہ تعالیٰ اس بیماری سے نجات عطا فرمائے) کہ یہاں کے مسلمانوں کو دینی مسائل کے بارے میں "I Think" یعنی "میرا خیال ہے" (کہنے) کی بیماری لگی ہوئی ہے کہ کوئی شرعی مسئلہ پیش آیا تو جس کا دل چاہا اس نے "I Think" کہہ کر جواب دینا شروع کردیا اگرچہ علم دین کی اُن صاحب کو ہوا بھی نہ لگی ہو۔ یہ بیماری امریکا میں عام ہوگئی ہے اور اس پر مزید یہ کہ مسئلہ کی دلیل بھی پوچھتے ہیں کہ

صاحب اس کی دلیل کیا ہے؟

اسلام میں تحقیق کرنے کی اجازت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تحقیق کرنے والے میں تحقیق کی اہلیت ہو، تحقیق کی جو شرائط ہیں وہ اس میں پائی جائیں، اگر کوئی قرآن کریم پر تحقیق کرے تو کم از کم اس کو عربی زبان کا ماہر ہونا چاہیے، لاکھوں کی تعداد میں جو احادیث ہیں اُن کا بڑا حصہ جو قرآن کریم کی تفسیر سے متعلق ہے وہ اس کے علم میں ہونا چاہیے، اور صحابہ کرام اور بعد کے محققین نے قرآن کریم کی جو تفسیر کی ہے وہ اس کے علم میں ہونی چاہیے، جب ان علوم پر اس کو دسترس ہو پھر مزید آگے تحقیق کرے تو نور علی نور ہے ہمیں بھی اس سے استفادہ کرنا چاہیے، لیکن صورتحال یہ ہے کہ بعض لوگ قرآن کریم پر تحقیق کرنے لگ جاتے ہیں جبکہ عربی زبان جانتے نہیں، حدیثیں پڑھی نہیں، قرآن کریم کو صحیح تلفظ سے پڑھ نہیں سکتے اور قرآن کریم میں "I Think" کرنا شروع کر دیتے ہیں یہ I Think کوئی تحقیق نہیں ہے بلکہ یہ اسلام میں تحریف ہے اور قرآن کریم کے ساتھ مذاق ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نجات عطا فرمائے۔

آج میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے اس

پیغام کو دوسرے مسلمان بھائیوں تک پہنچائیں کہ اسلام کے بارے میں I Think اس وقت کہیں جب آپ کے اندر I Think کہنے کی صلاحیت موجود ہو، اسلام کی معلومات آپ نے حاصل کی ہوں، کچھ سال اس کام کے اندر آپ نے لگائے ہوں۔

آج ہی ایک صاحب ھیوسٹن سے ٹیلیفون پر مسئلہ پوچھ رہے تھے، کسی مسجد میں کوئی کام ان کی مرضی کے خلاف ہو رہا ہوگا تو انہوں نے مجھ سے مسئلہ پوچھا، میں نے کہا یہ سنت کے مطابق تو نہیں ہے لیکن نماز ہو جائے گی کہنے لگے کہ اچھا یہ تو بتائیے کہ اس کی کوئی دلیل ہے؟ کون سی حدیث میں آیا ہے؟ میرا خیال تو یہ ہے کہ نماز نہیں ہوگی۔ میں نے کہا، میں آپ کو دلیل ضرور بتاؤں گا، آپ آکر ہمارے یہاں دارالعلوم میں داخلہ لیجئے، میرے درس میں آئیے، درس میں استاذ کا کام یہی ہوتا ہے کہ شاگرد کو پوری تفصیل سے دلیل کے ساتھ بات کو سمجھاتا ہے، اگر آپ کلینک جا کر کسی ڈاکٹر سے کہیں کہ آپ نے جو نسخہ تجویز کیا ہے میرے خیال میں تو وہ درست نہیں۔ ذرا اس کی دلیل بھی دیجئے کہ آپ نے یہ دوا کیوں دی ہے فلاں دوا کیوں نہیں دی؟ تو وہ آپ کو کلینک سے باہر چلے جانے کا مشورہ دے گا۔ کیونکہ اس سوال کی جگہ میڈیکل کالج ہے۔ میڈیکل کالج میں داخلہ لیجئے

وہاں پر دلیل بتانا استاذ کی ذمہ داری ہے، اسی طرح اگر آپ کو مجھ سے مسئلہ پوچھنا ہے تو میری بات پر اعتماد کیجئے اور اگر دلیل پوچھنی ہے تو دارالعلوم میں داخلہ لیجئے، سولہ سال وہاں علم حاصل کریں، انشاء اللہ دلائل سے آپ کا پیٹ بھر دیا جائے گا۔

(۸) اسلام اور مسئلہ غلامی

سوال: غلامی کے مسئلہ میں اسلام کیا کہتا ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے تو وہ دوسرے کا غلام کیونکر ہوگا؟

جواب: یہ بڑا تفصیل طلب مسئلہ ہے اگر اسی سوال کا جواب میں تفصیل سے دوں تو اس کے لیے کم از کم ایک گھنٹہ چاہیئے بظاہر یہ اس کا موقع نہیں، اس موضوع پر میری ایک تقریر بھی چھپی ہوئی ہے، دارالعلوم ہی میں بدھ کے دن عوام کے لیے ایک اجتماع ہوتا ہے جس میں خواتین بھی آتی ہیں اور مرد بھی، اسی اجتماع میں اس موضوع پر میری تین چار تقریریں تین چار ہفتوں تک ہوتی رہیں ان کو لاہور کے ایک ادارے نے کتابی شکل میں ''اسلام میں غلامی کا تصور'' کے نام سے ایک چھوٹے سے رسالے کی صورت میں شائع کیا ہے جو آپ

آدھے گھنٹے میں بھی پڑھ سکتے ہیں، میرے پاس اس رسالے کا ایک نسخہ ہے، دارالہدیٰ (اسپرنگ فیلڈ، واشنگٹن) کے سربراہ محترم جناب عبدالحمید صاحب کو میں کچھ کتابیں پیش کروں گا جن میں انشاء اللہ وہ رسالہ بھی ہوگا اس لئے جن صاحب نے یہ سوال کیا ہے وہ اس رسالے کی فوٹو کاپی محترم جناب عبدالحمید صاحب سے حاصل کر کے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اسلام میں غلامی کو پسند نہیں کیا گیا اور اسلام سے قبل کسی انسان کو غلام بنانے کی جتنی آزادی اور چھوٹ تھی اسلام نے اس پر سخت پابندیاں عائد کر کے صرف ایک صورت برقرار رکھی ہے کہ جہاد میں کوئی غیر مسلم قید ہو جائے تو اس کو غلام بنایا جا سکتا ہے اور غلام بنانے کے باوجود بھی اُن کے ساتھ وہ ظالمانہ سلوک اسلام نے کسی حال میں جائز نہیں رکھا جو آجکل بعض ممالک میں مسلمان قیدیوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ اسلام نے غلام کو لفظ غلام تو دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کو بھائی بنا کر رکھا ہے، چنانچہ اسلام میں یہاں تک تعلیم دی گئی ہے کہ جو تم کھاتے ہو وہی غلاموں کو کھلاؤ اور جو تم پہنتے ہو وہی انہیں پہناؤ، اور غلاموں کی آزادی کے اتنے راستے رکھے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ

اگر کوئی مالک بھولے سے بھی اپنے کسی غلام کو کہہ دے کہ ''تو آزاد ہے'' یا اس کے ہم معنی کوئی لفظ بول دے تو غلام فوراً آزاد ہو جائے گا پھر وہ مالک لاکھ روکے کہ یہ لفظ میری زبان سے غیر ارادی طور پر نکل گیا ہے یا میرا ارادہ آزاد کرنے کا بالکل نہیں تھا، یا یوں کہے کہ میں نے یہ لفظ صرف مذاق میں بولا تھا تو مالک کی یہ بات ہرگز تسلیم نہیں کی جائے گی، شریعت کا قانون یہ ہے کہ غلام فوراً آزاد ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر غلام بھی کہے کہ واقعی اس کی نیت آزاد کرنے کی نہیں تھی اس لیے میں آزاد نہیں ہوا، یا غلام کہے کہ اگر میں آزاد ہو گیا ہوں مگر میں اب دوبارہ اس کا غلام ہونا چاہتا ہوں، تب بھی وہ آزاد ہی رہے گا دوبارہ اپنی مرضی سے بھی غلام نہیں بن سکتا۔ پھر روزے کا کفارہ، قسم کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، قتل کا کفارہ، ان سب کفاروں میں غلام آزاد کرنے کا حکم ہے نیز رسول اللہ ﷺ نے یہ تعلیم بھی دی کہ اگر کسی مالک نے اپنے غلام کی پٹائی کی یا تھپڑ مار دیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غلام کی پٹائی کر دی تھی جس سے اس کے جسم پر نشان پڑ گیا تھا تو اس کو فوراً آزاد کر دیا اور فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس نے اپنے غلام کو تھپڑ مارا، یا کوئی اور چیز ماری تو اس غلطی کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس

غلام کو آزاد کردے۔ (صحیح مسلم، باب صحبۃ الممالیک۔ حدیث نمبر ۴۱۷۴)

جنگی قیدیوں کے ساتھ دونوں جنگ عظیموں میں جو انسانیت سوز سلوک کیا گیا وہ انسانیت کے نام پر انتہائی بدنما داغ ہے جبکہ اسلام میں جنگی قیدیوں کے ساتھ وہ سلوک ہرگز جائز نہیں چناچہ تاریخ اسلام دیکھ لیں کہ یہی غلام آزاد ہو کر بادشاہ بھی بن گئے، باندی کے پیٹ سے پیدا ہونے والا ہارون الرشید کا بیٹا مامون الرشید عالم اسلام کا ''امیر المؤمنین'' (خلافت عباسیہ کا مشہور خلیفہ) بن گیا۔ اسلام نے غلام کے لیے لفظ تو غلام کا رکھا لیکن حقیقت میں اس کو اتنی عزت اور آزادی دی کہ دوسرے مذاہب اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

دوسری بات یہ کہ جنگی قیدیوں کو غلام یا باندیاں بنانے کا جواز بھی صرف اس وقت تک ہے جب ہمارا دوسری قوموں سے غلام نہ بنانے کا کوئی معاہدہ نہ ہو، لیکن کسی قوم سے اگر ہمارا معاہدہ ہو جائے کہ اگر ہماری جنگ ہوگی تو جنگی قیدیوں کو غلام نہیں بنائیں گے تو پھر غلام بنانا جائز بھی نہیں ہوگا جیسا کہ اقوام متحدہ کے معاہدوں میں غلام نہ بنانے کا معاہدہ بھی شامل ہے تو جو ملک اور جو قوم اقوام متحدہ کی رکنیت قبول کر چکی ہے یا کرے گی۔ اسلامی شریعت کی رو سے وہ اس

بات کی پابند ہوگی کہ وہ رکن ممالک کے جنگی قیدیوں کو غلام یا باندیاں نہیں بنا سکے گی۔ اس طرح ہم مسلمانوں کے لیے بھی جنگی قیدیوں کو غلام بنانا جائز نہ ہوگا۔

(۹) زیادہ عرصے کے لیے گھر سے باہر رہنا

سوال: رائے ونڈ سے دو دو سال کی تشکیل ہوتی ہے جبکہ اس عرصے میں ان حضرات کے بیوی بچے پریشان ہوتے ہیں کیا اتنا عرصہ گھر سے باہر رہنا صحیح ہے؟

جواب: مسلسل اتنا عرصہ گھر سے باہر رہنا مناسب نہیں اس کے بہت سے مضر اثرات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں، دوسروں کی اصلاح تو بعد میں فرض ہے پہلے اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے دین وایمان کو بچانے کا مسئلہ ہے جب آدمی دو سال تک بیوی بچوں سے غائب رہے گا تو ان کے حقوق کون ادا کرے گا؟ ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کون کرے گا؟ اور ان کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ اس لیے یہ طریقہ مناسب نہیں، چنانچہ میدان جہاد میں جب مجاہدین کو چار مہینے ہو جاتے تھے تو حضرت فاروق اعظمؓ ان کو چھٹی دے دیتے تھے کہ گھر جاؤ اور گھر میں کچھ عرصہ رہ کر پھر واپس چلے آؤ۔

(۱۰) عیسائیوں، یہودیوں اور دوسرے کافروں میں فرق

سوال: عیسائی اور یہودی کافر ہیں یا نہیں؟

جواب: عیسائی اور یہودی کافر ہیں اس میں کوئی شک وشبہ اور اختلاف نہیں، پوری امت کا اس پر اتفاق اور ائمہ اربعہ کا اجماع ہے کہ عیسائی اور یہودی کافر ہیں، البتہ یہ کافروں کی وہ قسم ہیں جو اہل کتاب کہلاتے ہیں، باقی کافروں سے اہل کتاب کا صرف دو مسئلوں میں فرق ہے ایک یہ کہ اگر یہ اپنے مذہبی طریقے کے مطابق جانور ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے اور دوسرا یہ کہ ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے اس کے علاوہ باقی تمام چیزوں میں یہ دوسرے کفار کی طرح ہیں، رہی یہ بات کہ کافر کس کو کہتے ہیں؟ تو کافر اس شخص کو کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو نہ مانے یا ان کی تعلیمات میں سے کسی ایسی تعلیم کا انکار کرے جو یقینی طور پر اس تک پہنچی ہو، اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کو رسول نہیں مانتا یا رسول تو مانتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ میں آپ ﷺ کی فلاں بات کو نہیں مانتا تو ایسا شخص کافر ہے۔

تذکرے

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے بہار آفریں قلم سے
چند انبیائے کرامؑ، صحابہ کرامؓ، فقہاء، ائمہ، محدثین،
علماء اور اولیاء اللہ کے مختصر اور جامع حالات و واقعات

تالیف

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

جمع و ترتیب

مولانا محمد ناظم اشرف

بیت العلوم
۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۲۸۳

گلگت کے پہاڑوں میں

یادگار آپ بیتی

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ

مرتب:
مولانا اعجاز احمد صمدانی

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انار کلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳